پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق و مطالبات

ابو ٹیپو خالد الازہری

پاکستان میں تمام اقلیتوں کو اکثریت کے برابر تمام مسلمہ شہری حقوق حاصل ہیں اور وہ ان سے بہرہ ور بھی ہیں۔ انہیں رہنے سہنے، جینے بسنے، جان و مال کے تحفظ نقل وحرکت اپنی جائیدادیں بنانے، خریدنے، پیشے اپنانے، اپنی دینی، تعلیمی، رفاہی اداروں کی تعمیر و قیام ملکی تعلیمی اداروں میں داخلہ، اعلیٰ سرکاری ملازمتوں کے امتحانات میں شرکت و کامیابی، پولیس، فوج اور دیگر نیم سرکاری و سرکاری محکموں اور اداروں میں کوٹہ اور میرٹ کی بنیاد پر ملازمت کی مراعات اور سہولتیں حاصل ہیں۔۔ انہیں اپنے مذہبی جرائد، لٹریچر اور کتب کی سرعام تقسیم واشاعت، فروخت اور خط و کتابت اسکول تک چلانے کی کھلی آزادی ہے۔ اقلیتی عبادت گاہوں، مراکز اور قبرستانوں کے لئے زمین مہیا کرنے اور ان کی چاردیواری تک کی تعمیر سرکاری خرچ پر ہونے کی مثالیں موجود ہیں۔ یہ لوگ اپنی عبادت، جلسہ، کانفرنسیں، سرعام مذہبی جلوس نکالنے، سڑکوں پر بینر لگانے، صلیبیں لہرانے، سیاسی جلوس نکالنے، نعرے لگانے اور چوراہوں پر تقریریں کرنے میں آزاد ہیں۔ اقلیتی افراد کو سرکاری کمیٹیوں اور کونسلوں میں لیا جاتا ہے۔ انہیں ووٹ دینے اور بلدیاتی اداروں، مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں میں اپنے ووٹوں سے اپنی پسند کے اپنے ہم مذہب و ہم مسلک و ہم خیال نمائندے بھیجنے کے حقوق میسر ہیں۔

قومی اسمبلی میں ان کے ممبران کی تعداد ۱۰ اور صوبائی اسمبلی میں 34 ہے۔ انہیں صوبائی اور مرکزی وزراء، مشیر اور پارلیمانی سیکریٹری بھی مقرر کیا جاتا ہے۔ غرضیکہ پاکستان میں اقلیتوں کو مکمل آزادی ہے۔ دنیا بھر میں کہیں بھی اقلیتوں کو وہ حقوق حاصل نہیں ہیں، جو انہیں پاکستان میں حاصل ہیں۔

اقلیتوں کو پاکستان میں ایسے حقوق بھی حاصل ہیں جو اسلامی رو سے انہیں نہیں ملنے چاہئیں۔

کون نہیں جانتا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔ لاکھوں مسلمانوں نے اسی لا الہ الا اللہ کیلئے جانیں قربان کرتے ہوئے یہ وطن حاصل کیا۔ یوں دنیا کے خطے پر پاکستان ایک خالص نظریاتی ریاست کی حیثیت سے وجود میں آیا۔ اگرچہ اسلام پاکستان کا آئینی اور سرکاری مذہب بھی ہے، اس کے باوجود ہمیں دیگر نظریاتی ریاستوں کے برعکس یہ فخر حاصل ہے کہ یہاں اقلیتوں

کے جان و مال، عزت و آبرو ہر طرح سے محفوظ ہیں اور انہیں تمام شہری اور سماجی حقوق حاصل ہیں۔کون نہیں جانتا کہ یہاں چیف جسٹس سے لے کر وزراء تک، سول حکمرانوں سے لیکر افواج پاکستان تک، تمام کلیدی عہدوں پر اقلیتیں ہمیشہ براجمان رہی ہیں۔کسی شعبہ زندگی میں ان سے کوئی تعصب نہیں برتا گیا۔ہمیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ ہندوستان میں ایک ہفتہ میں جتنے اقلیت کش فسادات ہوتے ہیں پاکستان کی پوری عمر میں بھی اتنے فسادات نہیں ہوئے۔اگر چہ اسلامی تعلیمات کی رو سے اسلامی ریاست میں اقلیتوں کو تبلیغ کا حق حاصل نہیں مگر وطن عزیز میں ہمیشہ سے اقلیتیں یہ حق استعمال کر رہی ہیں۔

عیسائیوں کا پروپیگنڈا

عیسائی برادری پاکستان کی سب سے بڑی اقلیت ہے دیگر اقلیتوں کی نمائندگی اور اقلیتی امور کی حفاظت کا بیڑا عیسائی برادری نے اٹھا رکھا ہے۔اندرون و بیرون ملک عیسائیوں کا پروپیگنڈا ہے کہ پاکستان میں اقلیتی افراد بدحال اور اپنے حقوق کی پامالی کا شکار ہیں۔وہ دوسرے بلکہ تیسرے درجہ کے شہری ہیں۔تلافی کی غرض سے وقفہ وقفہ سے عیسائی مطالبات کی فہرست کچھ یوں ہے سامنے آتی رہی ہے۔

عیسائی مطالبات کی فہرست

وفاقی شرعی عدالت، اسلامی نظریاتی کونسل کا خاتمہ، مذہب اور سیاست کی علیحدگی پاکستان میں سیکولر اسٹیٹ کا قیام۔اسلامی قانون بالخصوص قانون شہادت ودیت اور گستاخ رسول ﷺ کی سزا کا خاتمہ، سینٹ، اسلامی نظریاتی کونسل اور فلم سنسر بورڈ میں اقلیتوں کی نمائندگی، قومی اسمبلی میں اقلیتی ارکان کی تعداد 30 ہو تو کہ وہ حکومت سازی میں ایک موثر قوت ہوں۔دوہرے ووٹ کا حق، کرسمس، ایسٹر اور دیگر اقلیتی فرقوں کے مذہبی تہواروں کے مواقع پر ٹی وی اسٹیشنوں سے ان کے مذہبی پروگراموں کو ٹیلی کاسٹ کرنا، سینٹ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں اقلیتی فرقوں کی خواتین کے لئے الگ نشست مختص کرنے کا مطالبہ، بیرون ممالک بھیجنے والے سیاسی وثقافتی حکومتی وفود میں اقلیتی افراد کی شرکت، جداگانہ طریق انتخاب کی تنسیخ اور مخلوط انتخابات کی ترویج، وزیر اعظم، صدر مملکت، صوبائی گورنر اور کلیدی آسامیوں پر اقلیتی افراد کی تقرری، عیسائیوں کے ہاں بچوں کی پیدائش پر پانچ صد روپے ماہانہ وظیفہ مقرر کرنا، اگر کوئی عیسائی طالب علم اپنی مذہبی تعلیم کا

سرٹیفکیٹ پیش کردے تو میٹرک کے امتحان میں اسے بیس اضافی نمبر دینا۔ بائبل کو باقاعدہ نصاب میں داخل کر کے اس کی تعلیم کا انتظام کرنا۔ ان میں سے اکثر و بیشتر مطالبات دوررس اور خطرناک ومہلک نتائج کے حامل ہیں۔ انہیں تسلیم کرنے سے ملک میں عیسائیوں کا راج ہوگا۔ قیام پاکستان کے خاطر عدیم المثال قربانیاں دینے والی مسلم اکثریت چوتھے یا پانچویں درجے کہ شہریوں سے کہیں بدتر اور عیسائیوں کی محکوم رعایا بن کر رہ جائے گی۔ ملک میں اسلام کسمپرسی کی حالت میں ہوگا۔ سیکولر اسٹیٹ بن جانے کی صورت میں پاکستان کی سلامتی کا قطعاً کوئی جواز نہیں رہے گا۔ عیسائیوں کو ان کے مطلوبہ حقوق دیکر اکثریت کے پاس باقی کیا رہ جاتا ہے؟ پاکستان کی نظریاتی اساس کو نظر انداز کر کے جو اقدام بھی کیا جائے گا وہ وطن عزیز کے مسائل میں اضافے کا باعث ہوگا۔

کیا کسی کو گالیاں دینا بھی انسانی حقوق میں شامل ھے؟

عیسائی حضرات قانون توہین رسالت ﷺ کو انسانی حقوق کے منافی قرار دیتے ہیں، اس لئے وہ اس قانون کو کالا قانون اور امتیازی قانون کہتے ہیں۔ جناب نبی اکرم ﷺ کی عزت و ناموس کا تحفظ مسلمانوں کے ایمان کا تقاضا اور بنیاد ہے۔ مسلمان ہر چیز برداشت کر سکتا ہے، لیکن رسول اقدس ﷺ کی شان اقدس میں ادنیٰ درجے کی توہین کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ پھر اس قانون پر تنقید کرنے والی لابیاں اپنے موقف پر ذرا غور کریں کہ وہ توہین رسالت ﷺ پر سزا کے قانون کو انسانی حقوق کے منافی قرار دے کر آخر کیا کہنا چاہتی ہیں۔ کیا ان کے نزدیک اللہ کے معصوم پیغمبروں کی کی توہین کرنا اور نعوذ باللہ انہیں گالیاں دینا بھی انسانی حقوق میں شامل ہے؟

قانون توھین رسالت اور مسیحی برادری

مسیحی برادری کے رویہ میں ایک خامی یہ ہے کہ وہ قانون توہین رسالت کے مسئلے پر غلط موقف اختیار کر کے اسی پر بے حد اصرار کر رہی ہیں۔ مسیحی برادری کا اعتراض ہے کہ چونکہ یہ قانون غلط استعمال ہوتا ہے، اسلئے اس قانون کو ختم کر دیا جائے اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے تو پھر شاید کوئی قانون بھی باقی نہیں رہے گا۔ پاکستان تو کیا پوری دنیا میں بھی ایسا قانون تلاش نہیں کیا جا سکتا، جس کا غلط استعمال نہ ہوتا ہو قتل کے جھوٹے مقدمات درج کرائے جاتے ہیں۔ تو کیا قتل کا قانون ختم کر دینا چاہئے مسیحی برادری کو اس امر پر غور کرنا چاہئے کہ عدالت اکا مقصد ہی یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردے۔ کوئی ملزم مجرم نہیں تو اس کو چھوڑ دیا جائے جبکہ جرم ثابت

ہونے پر مجرم کو سزا دیجائے ایسے میں یہ موقف بالکل بے بنیاد ہے۔ کہ سرے سے قانون ہی ختم کردیا جائے

شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ

چند سال پیشتر حکومت نے موجودہ شناختی کارڈوں کی جگہ کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ جاری کرنے کا پروگرام بنایا۔ عالمی مجلس تحفظ نبوت نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس نئے کارڈ پر بلڈ گروپ اور مذہب کا خانہ بھی ہونا چاہئے تاکہ معلوم ہو کہ کون کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ مجلس کے اس مطالبے کی تمام دینی جماعتوں نے نہ صرف حمایت کی بلکہ بھرپور انداز میں تحریک کا ساتھ بھی دیا۔ مذہب کا اظہار فخر کی علامت ہے۔ عیسائیوں کو اپنے عیسائی ہونے پر فخر ہے، مسلمانوں کو اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہے اور ہر مسلمان لاکھوں کے مجمع میں ڈنکے کی چوٹ پر اپنے مذہب کا اظہار کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ خواہ اس کیلئے اسے کوئی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔ تعزیرات پاکستان کی رو سے قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتے اور نہ اپنا مذہب اسلام پیش کر سکتے ہیں لیکن قادیانی خود کو غیر مسلم اقلیت قبول نہیں کرتے بلکہ وہ خود کو مسلمان اور مسلمانوں کو غیر مسلم کہتے ہیں، اس لئے قانون کی رو سے قابل تعزیر ہیں۔ حکومت نے مجلس ختم نبوت کے اس مطالبے کو قبول کرلیا اور پورے ملک میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ قادیانیوں نے اس مطالبے کی منظوری کو اپنی موت سمجھا۔ انہوں نے عیسائی اقلیت کو ورغلایا اور پورے ملک میں احتجاجی تحریک شروع کردی۔ پاکستان میں امریکی سفیر بھی ان کی حمایت میں کھل کر سامنے آ گئے۔ جس کے نتیجہ میں حکومت نے شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ ختم کردیا۔ اس کامیابی پر عیسائی اور قادیانی اقلیت نے خوب جشن منایا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں نے عیسائی اقلیت کو استعمال کر کے پاکستان اور بیرون ملک اپنے مطالبے کی تبلیغ کی راہ ہموار کی۔

مسیحی برادری اور غیر قانونی ہتھ کنڈے

مسیحی برادری نے اپنے مطالبات کو منوانے احتجاج کیلئے توڑ پھوڑ کا جو غیر قانونی وغیر اخلاقی راستہ اختیار کیا، وہ انتہائی غیر مناسب تھا۔ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے اور قانون توہین رسالت کے خاتمہ کیلئے احتجاج کے دوران جس طرح کا رویہ اختیار کیا گیا وہ کسی بھی صورت میں حوصلہ افزا نہیں کہا جا سکتا اس ضمن میں صرف ایک دن کے مسیحی احتجاج کی مختصر جھلک پیش خدمت ہیں ہے

مسیحی مظاہرین کا پولیس سے ٹکراؤ ٹاؤن ہال سے لے کر گورنر ہاؤس تک کا علاقہ میدان جنگ بن گیا۔ زبردست توڑ پھوڑ، مظاہرین نے سو کے قریب گاڑیوں کو نقصان پہنچایا۔ پولیس چوکیوں پر حملہ بول کر سامان نظر آتش کر دیا متعدد جگہوں پر رکاوٹیں کھڑی کر کے آگ لگائی۔ مال روڈ پر ٹریفک کے اشارے، پول، سائن بورڈ اور لیٹر بکس اکھاڑ دیئے گئے۔ سواریوں سے بھرے رکشے الٹ دیئے گئے، آنسو گیس پھیلنے کے باعث چڑیا گھر کے جانور بھی بلبلا اٹھے۔ مال روڈ پر تین گھنٹے ٹریفک بند رہی۔ آنسو گیس کے اثرات تین گھنٹے تک رہے گنگا رام ہسپتال میں مریض بھی متاثر ہوئے (۱)

☆ مشتعل عیسائیوں کا گورنر ہاؤس پر حملہ، کونسلر منیر کھوکھر مظاہرین کو یسوع مسیح کی قسم دے کر گیٹ توڑنے پر اکساتے رہے۔ درختوں کو آگ لگانے کی کوشش، گاڑیوں کے ڈرائیوروں کی مظاہرین کے ہاتھوں ڈنڈوں سے پٹائی۔ (۲)

☆ مظاہرین نے مظاہرہ کے دوران نجی املاک کو بھی نقصان پہنچایا اور پولیس کی ایک بکتر بند گاڑی پر پیٹرول سے بھری بالٹی گرا کر اسے آگ لگانے کی کوشش کی گئی۔ مظاہرین کے پتھراؤ سے اے سی کینٹ، علاقہ مجسٹریٹ اور ایس پی زخمی ہو گئے۔ (۳)

قانون توہین رسالت کے خاتمے کی تحریک سے قبل اور اس کے بعد عیسائی طالع آزما رہنماؤں نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں ایسی زبان استعمال کی، جس سے نہ صرف مسلمانان پاکستان کے جذبات مجروح ہوئے بلکہ تمام محب وطن حلقوں نے اس کی شدید مذمت بھی کی۔ ایسے ہی بیانات کی ایک مختصر جھلک ملاحظہ فرمائیں:

☆ شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ کا فیصلہ واپس نہ لیا گیا تو صلیبی جنگوں کی یاد تازہ کر دیں گے۔ (ذوالفقار سندھو، جنرل سیکریٹری پاکستان مسیحی پارٹی)

مسیحی برادری نے حکومت کی بنیاد پرست پالیسیوں کی وجہ سے اقوام متحدہ سے پاکستان کی امداد بند کرنے کا مطالبہ کر دیا۔ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ رہا تو اس ملک کا خانہ خراب کر دیں گے (سجے۔ سالک کونسلر طارق گل اور دیگر لیڈروں کا خطاب)

☆ مسیحیوں کے اسرائیل جانے پر پابندی ختم کی جائے اور اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کیے جائیں۔ (ناظر بھٹی، صدر پاکستان کرسچین کانگریس)

☆ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانے کا اضافہ ہوا تو پاکستان میں بوسنیا کے حالت قائم ہوجائیں گے (سلیم کھوکھر ایم پی اے سندھ اسمبلی)

☆ عیسائی اقلیت نے پاکستان میں ایک علیحدہ صوبہ کا بھی مطالبہ کیا ہے جس کا نام ترکستان ہوگا۔ علاوہ ازیں انہوں نے اس علاقہ کی بھی نشاندہی کی کہ راوی اور ستلج کے درمیان والا علاقہ عیسائیوں کو دے دیا جائے۔

مسیحی برادری کی اشتعال انگیز تحریں

مسیحی برادری کے ترجمان رسائل و جرائد بعض اوقات ایسی اشتعال انگیز تحریں شائع کرتے ہیں، جس سے مسلم مسیحی برادری میں بھائی چارے اور مفاہمت کی فضا مجروح ہوتی ہے، اور بسا اوقات تو ان اشتعال انگیز تحریروں کے باعث امن وامان کا مسئلہ پیدا ہوجاتا ہے۔

وطن عزیز کی 1.5% مسیحی آبادی کے ترجمان رسائل وجرائد اگر اس طرح کی اشتعال انگیز تحریریں شائع کریں گے تو اس بات کی کیسے زمانت دی جاسکتی ہے کہ اکثریتی آبادی کا کوئی جذباتی شخص کسی بھی وقت قانون کو ہاتھ میں نہیں لے گا۔

جب لوگ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں زمین میں فساد پھیلتا ہے جس کا نقصان دونوں فریقوں کو پہنچتا ہے۔

حوالہ جات

(۱) ''روزنامہ جنگ'' ۱۶ نومبر 96ء

(۲) ''روزنامہ پاکستان'' 16 نومبر 96ء

(۳) ''روزنامہ خبریں'' 16 نومبر 96